(5) ہم نے الحمدللہ علیٰ احسانہ اس مکالمے میں اسلام اور مسلمانوں کی موثر ترجمانی کی۔ پاکستانی بشپس نے بالآخر تسلیم کیا کہ ''قانون تحفظ ناموس رسالت'' سے ہمیں کوئی اصولی اختلاف نہیں ہے البتہ اسکے اطلاق پر ہمارے کچھ تحفظات ہیں۔ ہم نے کہا کہ اصل قانون کے قائم رہتے ہوئے باقی امور پر پاکستان میں گفتگو ہوسکتی ہے۔ اور پاکستان سمیت دنیا کے تقریباً ہر ملک میں کسی نہ کسی قانون کا غلط استعمال ہوتا رہتا ہے لیکن اس کا حل قانون کی منسوخی نہیں بلکہ نظام کی اصلاح ہے۔

(6) ''کولیشن آف ریلیجنز'' اور ''کونسل آف ریلیجنز'' میں تمام مذاہب حتیٰ کہ **Humanist** نے بھی تسلیم کیا کہ ''قانون تحفظ ناموس رسالت'' جارحانہ قانون نہیں' بلکہ ایک دفاعی قانون ہے اور کسی کے جذبات کو مجروح کرنے کیلئے نہیں بلکہ دوسروں کی اذیت رسانی اور اعتقادی جارحیت سے مسلمانوں کے تحفظ کیلئے ہے۔

(7) اپنی حدود اور اپنی عبادت گاہوں کے اندر غیر مسلموں کے حق عبادت پر اسلام کی پوری تاریخ میں کبھی پابندی عائد نہیں ہوئی اور مشترکہ اعلامیے میں مذہبی آزادی سے یہی مراد ہے۔ تمام مسالک کے اکابر علماء کے مرتبہ 22 نکات' جو بعد میں قرارداد مقاصد کا حصہ بنے اور آج بھی دستور پاکستان کا حصہ ہیں میں بھی یہ ضمانت شامل ہے۔

(8) پورے اعلامیے میں قادیانیت کا اشارتاً' صراحتاً' کنایتاً براہ راست یا بالواسطہ کہیں ذکر نہیں ہے۔ یہ من پسند تشریح مریض اور مفسد ذہن کی پیداوار ہے۔ قادیانی اور منکرین ختم نبوت پاکستان میں آئینی طور پر کافر و مرتد ہیں لہذا انہیں اسلامی شعائر اور علامات و اصلاحات کے استعمال کی اجازت دینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

(9) سندھ میں ممتاز بھٹو کے نگراں دور حکومت میں جب ایک قادیانی کنور ادریس کو صوبائی حکومت کا مشیر بنایا گیا تو ''عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان'' نے مفتی منیب الرحمٰن اور دیگر علماء کو تعاون کیلئے دعوت دی تو گورنر کمال اظفر کے ساتھ ملاقات میں مفتی منیب الرحمٰن نے ہی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کی ترجمانی کی تھی۔ اسی طرح ۱۲/ ربیع الاول کو قومی سیرت کانفرنس کے موقع پر مولانا قاری محمد حنیف جالندھری نے تمام علماء و مشائخ کی موجودگی میں صدر مملکت سے سوال کیا کہ کیا آپ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے والی آئینی شق کی منسوخی کا ارادہ رکھتے ہیں.....؟ اور یہ وضاحت بھی فرمائیں کہ آپ کے نزدیک قادیانیوں کی کیا حیثیت ہے.....؟ جس کے جواب میں صدر پرویز مشرف نے دوٹوک الفاظ میں کہا کہ قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے والی آئینی ترمیم کو کوئی ختم نہیں کرسکتا اور یہ کہ وہ قادیانیوں کو اسلام اور آئین پاکستان کے مطابق غیر مسلم اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔

10) اسی طرح مشترکہ اعلامیہ میں قرار دیا گیا ہے کہ جب ہم افراد اور گروپس کی جانب سے دہشت گردی کی کاروائیوں کی مذمت کرتے ہیں تو اس کے ساتھ ریاستی دہشت گردی **(State Terrorism)** کی بھی مذمت تمام اہل مذاہب کو کرنی چاہیے اور یہ امر بالکل عیاں ہے کہ ریاستی دہشت گردی کا شکار آج دنیا بھر میں صرف مسلمان ہیں۔ فلسطین' کشمیر' چیچنیا' عراق اور افغانستان کے مسلمان بالترتیب اسرائیل' ہندوستان' روس اور امریکا و برطانیہ کی ریاستی دہشت گردی کا شکار ہیں۔

(11) اسی طرح مشترکہ اعلامیہ میں مطالبہ کیا گیا ہے کہ دہشت گردی کی مذمت کے ساتھ ساتھ اس کی وجوہ کے ازالے کا بھی اہتمام کیا جائے اس کی وجوہ ہیں ظلم و عدوان اور ممالک اقوام کی حریت و خود مختاری اور اقتدار اعلیٰ کو غصب کرنا اور بین الاقوامی قوانین کی پامالی' اقوام و ممالک پر داخلی آمریت کے نام پر خارجی آمریت مسلط کرنا اور محض اسلام سے عداوت کی بنیاد پر مسلمانوں اور مسلم ممالک کو حقارت و نفرت' مسلح جارحیت اور امتیازی برتاؤ کا نشانہ بنانا۔

(12) اسٹیٹ ڈیپارٹمنٹ یو ایس اے کی دعوت پر پاکستان کے مختلف طبقات کے جید اہل فکر و نظر' یونیورسٹیوں کے پروفیسرز' ممتاز علماء' سیاسی زعماء' مسلمہ قومی اخبارات کے مدیران اس طرح کے مطالعاتی اور مکالماتی دورے کرچکے ہیں اور یہ ایک مسلسل عمل ہے اور اس پائے کے لوگوں کی اصابت رائے دین سے وابستگی اور حب الوطنی شک و شبہ سے بالاتر ہے۔ یہ لوگ وہاں جاکر اسلام اور پاکستان کا دفاع کرتے ہیں اور ترجمانی کرتے ہیں اور الحمدللہ ہمارا بھی اس علمی اور فکری جہاد میں معتد بہ حصہ ہے۔

(13) اوسلو ڈیکلریشن کی متابعت **(Follow up)** میں 16 ستمبر کو اسلام آباد میں صدر پاکستان کی زیر صدارت منعقدہ ''بین المذاہب کانفرنس'' میں اس کی تجدید کی گئی' صدر پاکستان نے خود یہ اعلامیہ پڑھ کر سنایا اور تمام مکاتب فکر کے اکابر جید علماء دین نے اس کی توثیق کی جن کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

مولانا سلیم اللہ خان' جسٹس (ر) مولانا مفتی محمد تقی عثمانی' مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی' مولانا حکیم محمد مظہر' مولانا محمد اسعد تھانوی' مفتی محمد رفیق حسنی' مولانا غلام دستگیر افغانی' مولانا محمد ریحان امجدی' مولانا سید ذاکر حسین شاہ سیالوی' مولانا محمد یٰسین ظفر' علامہ تقی نقوی' قاضی سید نیاز حسین' سید رضی جعفر وغیرہم

یہ سب علماء الحمدللہ اپنے اپنے مکاتب فکر میں حجت و سند کا درجہ رکھتے ہیں اور ''انجمن تحفظ مدارس دینیہ پنجاب'' کے فرضی نام سے خفیہ لبادہ اوڑھ کر اخبارات میں دولت کے بل پر اشتہارات شائع کرنے والے عناصر ان کے مقابلہ میں کوئی مسلکی حیثیت نہیں رکھتے۔

موجودہ بین الاقوامی تناظر میں ''اوسلو اور اسلام آباد ڈیکلریشن'' اور ''بین المذاہب مکالمہ'' ہماری دینی ضرورت ہے

ناروجین گورنمنٹ کی دعوت پر ناروے کا دورہ کرنے والے علماء مولانا مفتی منیب الرحمٰن، مولانا قاری محمد حنیف ی، مولانا عبدالمالک ایم این اے، مولانا عبیداللہ خالد، سید حافظ ریاض حسین نجفی اور مولانا فضل الرحیم اشرفی نے ایک بیان جاری کیا ہے جس کا متن درج ذیل ہے

حال ہی میں ''انجمن تحفظ مدارس دینیہ پنجاب'' کے فرضی نام سے بعض اخبارات میں ایک اشتہار شائع کر کے اس کو اپنی من پسند تعبیرات اور مذموم مقاصد کے تحت ہدف طعن بنایا گیا ہے۔ یہ ''مخفی قوتوں'' کی ''کمین گاہوں'' میں ر کھیل کھیلنے والے ''کاغذی شیر'' ہیں اس امر کی تحقیق کی ضرورت ہے کہ اشتہارات پر لاکھوں روپے کس ایجنسی یا نے صرف کئے اور اس کا وجود کہاں ہے اور ان کے ذرائع کیا ہیں اگر کسی شخص یا اشخاص نے کئے ہیں تو ان کے مالی یا ہیں حکومت کو اس کا کھوج لگانا چاہیے۔

اخبارات، الیکٹرانک میڈیا، تمام مکاتب فکر کے دینی مدارس و جامعات بخوبی جانتے ہیں کہ گذشتہ دس سال سے ارس کے تحفظ کی جنگ کون لڑ رہا ہے۔ وزارت مذہبی امور، وزارت تعلیم، وزارت داخلہ اور ایوان صدر کا ریکارڈ اس کی دے گا۔ الحمدللہ ملک کے پندرہ ہزار دینی مدارس کو اپنی تنظیم/ وفاق/ رابطہ پر بھرپور اعتماد ہے۔ ''مخفی قوتوں'' کے کے ترجمان ان شاء اللہ العزیز ''اتحاد تنظیمات مدارس دینیہ پاکستان'' کے آئینی اتحاد میں دراڑ نہیں ڈال سکتے، ایسے ہمیشہ ''ماسک'' پہنے رہتے ہیں عملی میدان میں کھلے چہرے کے ساتھ کبھی نظر نہیں آتے۔ ہم مذکورہ دورے کے یں چیدہ چیدہ نکات بیان حقیقت کے طور پر علماء و مشائخ اور عامۃ المسلمین تک پہنچانا چاہتے ہیں

نے یہ دورہ اپنی ذاتی حیثیت میں کیا ہے، وفاق، تنظیم/ رابطہ مدارس کے نمائندوں کی حیثیت سے نہیں، لیکن الحمدللہ! کے بعد پاکستان کے مدارس دینیہ کے بارے میں اہل مغرب کے ذہنوں میں جو خلاف واقعہ شکوک و شبہات تھے انہیں حد تک دور کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں اور یہ عمل تسلسل کے ساتھ جاری رہے گا۔

نے اہل کتاب (نصاریٰ) کے ساتھ بین المذاہب مکالمے میں حصہ لیا اور مشترکہ امور پر نصاریٰ سے مکالمہ رسول اللہ سنت ہے اور قرآن مجید کی سورۃ آل عمران آیت نمبر **64** میں اس کا تذکرہ موجود ہے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ آج کل کے شرک میں مبتلا ہیں تو جواباً گذارش ہے کہ ان کے ان مشرکانہ عقائد کا ذکر خود قرآن میں موجود ہے وہ اس وقت بھی ان کے حامل تھے لیکن اس کے باوجود قرآن نے عام کفار سے ان کا ذکر جابجا الگ کیا ہے اور متعدد قرآنی آیات اس پر رتی ہیں۔

طرح سورۃ الروم کی ابتدائی آیات اور سورۃ المائدہ آیت **82** میں دیگر کے مقابلے میں اسلام کا نصاریٰ کے ساتھ ایک ور موجود ہے

رائے اسلام میں جس طرح عام کفار و مشرکین کے مقابلہ میں مسلمانوں کا رویہ عیسائیوں کے ساتھ نسبتاً ہمدردانہ تھا اسی یسائیوں کا رویہ بھی مقابلتاً بہتر تھا۔ مثلاً نجاشی کا مہاجرین مکہ کے ساتھ سلوک اور اس کا اسلام لانا۔ قیصر کے دربار میں ن کا مکالمہ اور اس کے بہتر ریمارکس اور مسلمانوں کے خلاف ایکشن نہ لینا۔ اگر کسی کے ذہن میں یہ اشکال پیدا ہو کہ ر میں عیسائی اکثریت کے ممالک (امریکہ، برطانیہ) وغیرہ کی جانب سے مسلمانوں پر مظالم ڈھائے جا رہے ہیں تو بات درست ہے لیکن اس کا بنیادی سبب وہاں کے نظام حکومت، معیشت اور ابلاغ عامہ پر یہودیت و صیہونیت کا تسلط یہ ہماری ذمہ داری نہیں ہے کہ ہم عالم مسیحیت کو حضرت عیسیٰ اور حضرت مریم علیہما السلام پر یہودیت کے ظالمانہ رویہ پر یں اور اگر وہ قبول اسلام پر آمادہ نہ ہوئے تو کم از کم اصل مسیحی فکر کی طرف تو انہیں لانے کی کوشش کریں۔

(بقیہ اسی صفحہ کی پشت پر)